مولانا عبدالحق چوہان

لمعاتِ سیرت

فاران کی چوٹیوں سے نور نبوت کا ظہور ہوا تو اس وقت خطہ ارضی ضلالت و گمراہی کے تہ بہ تہ بادلوں کی ظلمت کے پردے میں لپٹا ہوا تھا اور پوری دنیا سیاسی سماجی اور اخلاقی اعتبار سے عالمگیر روحانی بیماری میں مبتلیٰ تھی جو ہر انسانیت طبقہ واریت اور خود ساختہ طبقاتی تقسیم کی دل دل میں زیر خاک ہو کر مستور ہوچکا تھا۔ اخلاق اور مکارم اخلاق کا وجود تو در کنار اس کے نام ہی سے دنیا نا آشنا تھی۔ جنسی بے راہ روی اور حیا سوز اعمال بد کا بازار گرم تھا۔ قبائلی تفاخر کے باعث امن و سکون کی زندگی کا وجود ہی ناممکنات میں شمار ہوتا تھا جزیرہ نمائے عرب کے اطراف کو احاطہ کرنے والی نام نہاد متمدن دو عظیم سلطنتیں روم اور ایران کے شاہی خاندان اپنی مسرفانہ زندگی عیش و تنعم پرستی میں تباہی کے عمیق گڑھوں میں گرے ہوئے تھے اور ان کے لوازم زندگی کے بے پناہ اخراجات کو برداشت کرنے کے باعث رعایا جان بلب تھی دنیا کی اس عمومی تباہی اور خدا کے اس باغی معاشرہ میں بعثت خاتم الانبیا کی شکل میں رحمت ایزدی کا ظہور ہوا خداوند قدوس کی طرف سے آپ ایک خصوصی فطرت سے نوازے گئے جس کی وجہ سے آپ مکارم اخلاق کے ممتاز ذروہ اعلیٰ پر فائز تھے آپ کے اخلاق کی بلندی اور رفعت شان ہی آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک واضح دلیل اور برہان بین ہے۔ آپ نبوت سے قبل بھی امانت، دیانت اور مقالِ صدق کی ایسی صفت اعلیٰ سے متصف تھے کہ اس دور جاہلیت میں بھی آپ "الصادق الامین" کے ممتاز لقب سے معروف تھے۔

فشب رسول الله صلى الله عليه وسلم والله تعالىٰ يكلؤه ويحفظه ويحوطه من اقذار الجاهلية لما يريد به من كرامته ورسالته حتى بلغ ان كان رجلاً وافضل قومه مروة واحسنهم خلقاً واكرمهم حسباً واحسنهم جواراً واعظمهم حلماً واصدقهم حديثاً واعظمهم امانةً وابعدهم من الفحش والاخلاق التى تدنس الرجال تنزهاً وتكرماً حتى ماأسمه فى قومه الا الامين لما جمع الله فيه

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حدود جوانی میں اس حال میں داخل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جاہلیت کے گندے اخلاق و اعمال کی تلویث سے اپنی حفاظت میں لیا ہوا تھا خداوند قدوس کی یہ حفاظت اور عصمت اعطاء نبوت و رسالت کے منصب جلیل کے لئے بطور تمہید کے تھی حتیٰ کہ آپ اس حال میں جوان ہوئے کہ اپنی قوم میں مروت کے اعتبار سے سب سے بہتر اخلاق کے لحاظ سے سب سے زیادہ حسن اخلاق کے حامل حسب میں سب سے زیادہ معزز ہمسائیگی کے لحاظ سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے۔ حلم اور حوصلہ میں بہت

من الاموارالصالحتہ (ابن ہشام ص ۱۸۳ ج۱)

- - - - - - -

- - - - - -

- - - - -

- - - - -

عظیم المرتبہ صدق مقال میں بہت ہی زیادہ سچے امانت کے اعتبار سے بہت ہی بڑے امین تھے اور برے اخلاق کہ جن میں اس وقت لوگ ملوث تھے بہت ہی زیادہ بعید اور پاک دامن تھے ان اخلاق حسنہ اور امور صالحہ کے اجتماع کے باعث قوم آپ کو "الامین" کے لقب سے پکارتی تھی۔

جب مشرکین مکہ کی ستم رانیوں تشدد و ظلم کے باعث صحابہ کرامؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو مشرکین مکہ نے اپنا ایک وفد شاہ حبشہ کی طرف روانہ کیا اس وفد کے اصرار پر نجاشی نے صحابہ کو اپنے دربار میں طلب کیا جب صحابہ کرام وہاں پہنچے تو شاہ نے ان سے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوالات کئے تو آپ کے چچا زاد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا تعارف ان الفاظ سے کرایا

ایھاالملک کنا قوماً اھل جاھلیة نعبدالاصنام وناکل المیة ونا تی الفواحش ونقطع الارحام ونسئی الجوار ویاکل القوی منا الضعیف فکنا علی ذالک حتی بعث اللہ الینا رسولاً منا نعرف نسبہ وصدقہ واما نتہ وعفافہ فدعانا الی اللہ لنوحدہ ونعبدہ (ابن ہشام ص ۳۳۶ ج۱)

- - - - - -

- - - - - -

اے بادشاہ ہم جاہل قوم تھے بتوں کی پرستش کرتے تھے اور مردار کھاتے اور بے حیائی کے کاموں کا ارتکاب کرتے تھے۔ قطع رحمی کرتے اور ہمسایہ کا بالکل ہی خیال نہ کرتے تھے اور ہم میں سے جو زبردست تھا وہ کمزور کو کھا جاتا تھا ہم اسی حال پر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم میں سے ایک آدمی کو رسول بنا کر مبعوث کیا جس کی نسبی شرافت، صداقت امانت اور اس کی پاک دامنی کو ہم خوب جانتے ہیں اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دی تاکہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں۔

انسان کے مکارم اخلاق کا حقیقی علم اس وقت ہوتا ہے جس وقت اس کو اپنے دشمنوں پر کامل دسترس حاصل ہو جائے اس وقت اس کے حقیقی اخلاق کا مظاہرہ ہوتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت مکہ سے ہجرت کی اس وقت آپ کے دشمنوں نے کاشانہ نبوت کا محاصرہ کیا ہوا تھا تاکہ آپ کو قتل کردیں آپ جس وقت ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہنچے تو کفار مکہ کی سازش سے یہاں بھی مار آستین کی حیثیت میں منافقین کی ایک جماعت آپ کے درپے آزار ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی محاربات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کردیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر میدان میں اپنی خصوصی نصرت اور فتح سے سرفراز کیا۔ آخر وہ وقت بھی آگیا جس کی انتظار میں عرب کے تمام قبائل نے اسلام کے قبول کرنے میں توقف اختیار کیا ہوا تھا یعنی فتح مکہ۔ آپ دس ہزار قدسیوں کے جلو میں روانہ ہوئے جب آپ

مقام "مرالظہران" پر پہنچے تو ابوسفیان بن حرب جو کہ اس وقت مشرکین مکہ کا جنگی قائد تھا آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسط سے دربار نبوی میں حاضر ہوتا ہے آپ بجائے اس کے کہ اس کے اعمال سابقہ کی بنا پر اس کے قتل کرنے کا حکم صادر کرتے اس کو بھی امان دی اور س کے گھر کو بھی جائے امن قرار دیا اور مکہ میں اس حال میں داخل ہوتے ہیں کہ زبان پر آیات قرآنی کی تلاوت جاری ہے اور جبین نیاز خدائے قدوس کے حضور میں سجدہ ریز ہے مکہ میں آپ کے فاتحانہ داخلہ کی یہ کیفیت آپ کی نبوت پر ایک روشن دلیل ہے اہل مکہ جب آپ کے سامنے مجرمانہ حیثیت میں پیش ہوئے تو اس وقت آپ کی زبان سے جو کلمہ صادر ہوا یہ سن کر پوری دنیا آپ کے مکارم اخلاق سے حیرت زدہ ہو گئی آپ نے فرمایا۔

لا تثریب علیکم الیوم

آج کے دن تم پر کچھ بھی الزام نہیں

اس طرح کی وسعت قلبی اور مجرمین معاندین کے لئے یہ عفو عام اسی شخص سے صادر ہوسکتا ہے کہ جس کا قلب مطہر نور نبوت سے منور ہو۔ غیر نبی سے بلندی اخلاق کا یہ مظاہرہ ناممکن ہے فتح مکہ کے یوم قریش کے چند افراد ایسے بھی تھے جو کہ سنگین جرائم کے باعث روپوش ہو کر مکہ سے فرار ہوگئے ان میں سے ایک قریش کا سردار صفوان بن امیہ تھا یہ وہی شخص ہے کہ جس نے غزوہ بدر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کی ایک خفیہ سازش مرتب کی اور اس کی تکمیل کے لئے عمیر بن و[illegible] جمحی کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔ صفوان کو اپنا یہ سنگین جرم پیش نظر تھا اسی بنا پر وہ یمن کی طرف بھاگ نکلا اب اسی عمیر بن وھب نے کہ جس کو صفوان نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کے لئے مدینہ بھیجا تھا آپ سے صفوان کے لئے امان طلب کی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا اور بطور علامت کے اپنا وہ عمامہ عمیر بن وھب کے حوالہ کیا جو کہ مکہ کے داخل ہوتے وقت آپ کے سر مبارک پر تھا عمیر صفوان کے پیچھے بھاگا اور اس کو دریا کے کنارے جا کر پکڑ لیا اور اس کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف ان الفاظ سے کرایا۔

افضل الناس وابرالناس واحلم الناس وخیرالناس ابن عمک عزہ عزک وشرفہ شرفک وملکہ ملکک قال انی اخاف علیٰ نفسی قال ھوا حلم الناس من ذالک اکرم (ابن ہشام ص ۴۱۸ ج۲)

یں اس شخص کی طرف سے آیا ہوں جو کہ سب لوگوں سے زیادہ افضل ہے اور سب سے زیادہ احسان کرنے والا اور سب سے زیادہ باحوصلہ اور سب سے زیادہ اچھا ہے تیرا چچازاد بھائی ہے اس کی عزت تیری عزت ہے اس کا علو رتبہ تیرا علو رتبہ ہے اس کی بادشاہی تیری بادشاہی ہے۔ صفوان نے کہا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے عمیر نے جواباً کہا اس کا حلم اور حوصلہ تیرے اس جرم سے بہت ہی بلند اور باشرافت ہے۔

(باقی آئندہ)